مولانا عزیز زبیدی۔ واربرٹن شیخوپورہ

(آخری قسط)

خاتونِ مسلم کیلئے قیمتی ھدیہ

۲۷:- اَکْمَلُ الْمُؤْمِنِیْنَ اِیْمَانًا اَحْسَنُھُمْ خُلُقًا وَخِیَارُکُمْ خِیَارُکُمْ لِنِسَائِھِمْ (عائشہ) عن ابی ھریرۃ رواہ الترمذی و ابن حبان وفی روایۃ ابی داؤد للاھلہ- فی روایتہ عائشۃؓ:- ان من اکمل المومنین ایمانا احسنھم خلقا والطفھم باھلہ رواہ الترمذی وفیہ انقطاع۔ (زبیدی)

سب ایمان والوں میں، ایمان کے لحاظ سے کامل تر وہ شخص ہے جس کا خلق سب سے اچھا ہو اور اچھے تمہارے وہ ہیں جو تم میں اپنی عورتوں سے سب سے اچھے ہیں۔"

حُسنِ خُلق

قلب و نگاہ اور جوارح کا وہ اسلوبِ حیات جو تخلیقی بھی ہے اور متوازن بھی، حسن اخلاق کہلاتا ہے۔ یہ وہ ڈگر اور طرزِ زندگی ہے جسے آپ طبیعت ثانیہ کہہ سکتے ہیں یہ جبلی بھی ہو سکتی ہے اور کسبی بھی، بہر حال کسی شخص کا مستقبل جب "خو" جیسے راسخ اور "ملکہ" پر موقوف ہو اور اس سے اس کی شخصیت بنتی اور بگڑتی ہو اس کی تعمیر اور تخریب کے شہر بستے اور اجڑتے ہوں، اسے ہم خُلق سے تعبیر کرتے ہیں کہ وہ پہلو اچھا ہے تو حسن خلق ورنہ خلقِ بد —— گویا کہ قرآن و حدیث میں مومن کی جو صفات بیان کی گئی ہیں، ان کا دوسرا اصطلاحی نام "حسن خلق" ہے۔

مسلمانوں میں ایمان کے لحاظ سے کامل تر وہ شخص ہے جس کے اخلاق سب سے اچھے ہوں، یہاں بات ایمان پر ختم کی ہے "تنہا" اخلاق" کی نہیں، اگر خلقِ حسن تنہا بھی بڑی شئے ہے تاہم "ایمان، خیر" نہیں ہے ہاں اگر وہ خلق حامل ایمان بھی ہو جائے۔ تو ایمان کو روحانی معراج نصیب ہو جاتی ہے۔ اس لیے ایسے اہل ایمان کو "اکمل المومنین" کہا گیا ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ:- فلاں تو کافر لوگ ہیں" پر ان کے اخلاق تو اچھے ہیں" اس لیے ان مسلمانوں سے اچھے ہیں' پہلے تو یہ اندازِ گفتگو غیر حکیمانہ ہے، دوسرا یہ کہ:- ان کو معلوم نہیں ہے کہ: تنہا ایمان، تنہا خلق پر بھاری ہے تیسرا یہ کہ جن اخلاق کا محرک اور سرچشمہ ایمان باللہ نہیں ہے وہ گو کتنا عمدہ ہو تاہم نفس و طاغوت کی اتھاہ گہرائیوں سے برآمد ہوتا ہے۔ وحی الٰہی کے سرچشمہ

سے نہیں پھوٹتا وہ بالکل اس طرح ہے جس طرح کوئی اگر بیٹا ہے تاہم باپ کا نہیں ہے۔ ایسے اخلاق، جن کا ظہور کشتِ ایمان سے نہیں ہوا، ان کا حاصل "خام پھل" ہے، جس سے بچے تو اپنا دل بہلاتے ہیں، باپرورش کے لیے اس میں کوئی کشش نہیں ہوتی پھر ایسا خام پھل، فائدہ تام بھی نہیں رکھتا، اس سے صرف وقت کٹی ہوتی ہے، اس پر اپنی روحانی غذائیت کی اساس قائم نہیں کی جا سکتی، ویسے بھی ایسا خلق جس کی طنابیں ایمان کے ساتھ قائم نہیں ہوتیں، وہ چند روزہ متاع قلیل تو کہلا سکتی ہے، ایسا شجر طیبہ نہیں کہلا سکتا جس کی شاخوں کا سایہ قیامت تک کے لیے دراز ہو رہا ہے۔

جو اپنی عورتوں کے لیے بہتر ہیں

عورت اپنی صنفی کشش کے لحاظ سے گو طوفان بلا ہے تاہم اپنی نوعی خصوصیات کی وجہ سے انتہائی کمزور بھی ہے، اس کی کشش کا دائرہ عموماً "حصول" تک محدود رہتا ہے۔ اس کے بعد بنا ہنا پڑ جاتا ہے اور وہ بھی جوں توں کر کے یہی وجہ ہے کہ :- اس عالم میں ان کے حقوق کے تلف ہونے کے امکانات قوی رہتے ہیں، اس لیے فرمایا : ہمارے نزدیک بہتر وہ شخص ہے جو اپنی اہلیہ کے حقوق اور مودت کے احترام ملحوظ رکھتا ہے۔ اہلیہ رفیقِ سفر تو ہے۔ شوہر کی سواری نہیں ہے۔ ہمدم تو ہے، لونڈی نہیں ہے۔

جو لوگ اپنی رفیقۂ حیات کے ساتھ باوقار سلوک کرتے ہیں، اسلام کی نگاہ میں وہ معزز اور شریف لوگ ہیں۔ عورت ہزار خامیوں میں مبتلا سہی تاہم جسے گھر کہتے ہیں، اس کی آبرو اور رونق عورت کے دم قدم سے ہی قائم ہے۔ اس لیے حکم ہوتا ہے کہ :- پھولوں کی خاطر کانٹوں سے بھی پیار کرنا پڑ جاتا ہے۔ جو لوگ اس حقیقت کو ملحوظ رکھتے ہیں ان کی عائلی زندگی پُر لطف بھی رہتی ہے اور خدا کے ہاں اجر و ثواب کی موجب ہیں۔

ح ۲۸ :- لَيْسَ مِنَّا مَنْ خَبَّبَ امْرَأَةً عَلٰى زَوْجِهَا۔ (ابو هريرة) رواه ابوداؤد، والحاكم وقال المنذري۔ وهذا احد الفاظه والنسائي وابن حبان في صحيحه ولفظه من خبب عبدا على اهله فليس منا ومن افسد امرأة على زوجها فليس منا ورواه الطبراني في الصغير والاوسط بنحوه من حديث ابن عمر ورواه ابويعلى والطبراني في الاوسط من حديث ابن عباس ورواة ابي يعلى كلهم ثقات (الترغيب والترهيب) والحاكم۔ زبیدی۔

فرمایا :- وہ شخص ہمارے تابعداروں میں سے نہیں ہے جو کسی عورت کو اپنے خاوند سے بدراہ کرے۔

بظاہر یہ ایک انفرادی بات معلوم ہوتی ہے، دراصل یہ ایک ایسی ہیضہ کشی ہے جس میں فریقین کی عائلی عافیتیں جل کر بھسم ہو جاتی ہیں، دونوں کا مستقبل داغدار، ان کی معاشرتی اقدار پلیٹ ہو جاتی ہے۔ بدگمانیوں کا ایک ایسا غیر مختتم سلسلہ شروع ہو جاتا ہے، جو بالآخر ان کو لے ڈوبتا ہے۔

اسلامی تعلیم کا خلاصہ یہ ہے کہ:۔ زوجین کے مابین صلح و صفائی کے لیے جدوجہد کی جائے جو لوگ اس کے بجائے ان کے درمیان تلخیوں کو جنم دیتے ہیں، غور فرمائیں، وہ کس قدر سنگین جرائم کا ارتکاب کرتے ہیں۔ بہرحال حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وبارک وسلم کا ارشاد ہے کہ:۔ اس قماش کے لوگوں سے ہمارا نہ کوئی تعلق ہے اور نہ واسطہ۔

اسی حدیث کا دوسرا ٹکڑا یوں ہے۔

اَوْ عَبْدًا عَلٰی سَیِّدِہٖ (ابوداؤد والحاکم وغیرھما عن ابی ھریرۃ)

یا اس کے غلام (نوکر) کو اس کے آقا کے خلاف بھڑکائے۔"

غلام ہوں یا خادم اور نوکر، کاروبار زندگی ان کے بغیر کچھ بھی نہیں ہے، اس لیے اگر اس سلسلے میں "عدم تعاون" کی صورت پیدا ہو جائے تو اس کے جو نتائج ہو سکتے ہیں، وہ کسی سے بھی پوشیدہ نہیں ہیں۔ ہم نے دیکھا ہے کہ: لوگ ایک دوسرے سے کاریگروں اور نوکروں کو بھکاتے اور کھسکاتے ہیں —— اس سے نہ صرف شخصی تعلقات متاثر ہوتے ہیں بلکہ استحصال کی ایک صورت پیدا ہو جاتی ہے جو نہایت بھونڈی ہے۔

ح ۲۹:۔ اَیُّمَا امْرَأَۃٍ سَأَلَتْ زَوْجَھَا طَلَاقًا فِیْ غَیْرِ مَا بَأْسٍ فَحَرَامٌ عَلَیْھَا رَائِحَۃُ الْجَنَّۃِ (ثوبان) قال المنذری:۔ رواہ ابوداؤد والترمذی وحسنہ وابن ماجہ و ابن حبان فی صحیحہ والبیھقی فی حدیث قال وان المختلعات ھن المنافقات وما من امرأۃ تسأل زوجھا الطلاق من غیر بأس فتجد ریح الجنۃ او قال رائحۃ الجنۃ انتھی ورواہ احمد والحاکم والدارمی۔ زبیدی

جو عورت شدید ضرورت (یعنی شرعی عذر) کے بغیر اپنے شوہر سے طلاق مانگے" اس پر جنت کی خوشبو حرام ہے۔"

شرعی عذر مثلاً نان ونفقہ نہ دے، ناحق مارے، حقوق زوجیت کے قابل نہ ہو، ایسا فاسق و فاجر ہو، جس کے مکروہ شب و روز سے اس محترمہ کے شب و روز بھی غلط متاثر ہوتے ہوں اور اس کی وجہ سے اس کی اخروی عافیتوں کے ضیاع کا خطرہ بھی ہو، یا کسی ایسے متعدی ناقرار مرض میں مبتلا ہو جس میں اسی

خاتون کی زندگی بھی متاثر ہو سکتی ہے۔ یا اپنی مکروہ شکل و صورت کی بنا پر عورت کے لیے سوہانِ روح بن گیا ہو تو اس قسم کی سب چیزیں شرعی عذر ہو سکتی ہیں۔ اگر کوئی عورت ان حالات میں علیحدگی (طلاق) کے لیے درخواست کرے تو اس کو ملامت نہیں کی جا سکتی۔

لیکن جو عورتیں نت نیا مرد بدلتی ہیں۔ جو اپنے یارانوں کی لاج رکھنے کے لیے ایسا کرتی ہیں یا اپنے شوہر کی جائز اور عادلانہ احتیاطی تدابیر سے اُکتا کر بھاگنے کی راہ تلاش کرتی ہیں، یا جو مغربی طرز کی آزادی کی متلاشی ہوتی ہیں بہرحال اسی نوع کی سب بھونڈی صورتیں ہیں، ان کی وجہ سے جو عورتیں اپنے شوہروں سے "راہِ فرار" کی سوچتی ہیں، وہ اچھا نہیں کرتیں، بالآخر دنیا کے ساتھ ان کی اخروی عافیتیں بھی غارت ہو سکتی ہیں۔ اللہ بچائے!

ح ۳۰: ۔ اَحْمِلُوا النِّسَاءَ عَلٰی اَهْوَائِهِنَّ (شعرانی) رواہ ابن عدی عن ابن عمر۔ بسند ضعیف۔ زبیدی

عورتوں کا بوجھ ان کی خواہش کے مطابق اٹھائیو!"

عورتوں کی نوعی قسم کی کچھ جائز دلچسپیاں ہوتی ہیں، ان کو دبا کر نہیں، ان کو لے کر چلیں، ورنہ عائلی زندگی فریقین کے لیے خود بخود بوجھ بن جائے گی۔

ح ۳۱: ۔ کَانَ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم و بارک اِذَا خَلٰی بِنِسَائِهٖ اَلْيَنَ النَّاسِ وَاَكْرَمَ النَّاسِ ضَحَّاكًا بَسَّامًا (شعرانی) رواہ ابن سعد و ابن عساکر عن عائشۃ ضعیف۔ (زبیدی)

جب اپنی بیویوں کے ساتھ خلوت میں جاتے، سب سے نرم اور سب سے کریم ثابت ہوتے سب سے بہت ہنستے اور خوب مسکراتے۔"

مؤلف نے حوالہ میں شعرانی کا ذکر کیا ہے اگر کتابت کی غلطی نہیں ہے تو معلوم نہیں، اس سے ان کی کیا مراد ہے؟ بہرحال اس میں اپنے گھر میں رہنے سہنے اور بے تکلفی کا بہترین نمونہ ہے، جو لوگ تیوری چڑھا کر اور ہر وقت خشکی برساتے ہوئے اپنے بزرگانہ تقدس یا خسروانہ جاہ و جلال کی نمائش کو ضروری سمجھتے ہیں، ان کے لیے اس میں درسِ عبرت ہے۔

ح ۳۲: ۔ لَا يَفْرَكْ مُؤْمِنٌ مُؤْمِنَةً اِنْ كَرِهَ مِنْهَا خُلُقًا رَضِيَ مِنْهَا آخَرَ (شعرانی) رواہ مسلم عن ابی ہریرۃ رضہ۔ زبیدی

نہ بغض رکھے کوئی مومن مرد، مسلمان عورت سے، اگر اس کی ایک خصلت بری لگتی ہے تو دوسری

اچھی لگتی ہے۔"

بات وہی ہے کہ پھولوں کے لیے کانٹوں سے بھی نباہ کرنا پڑتا ہے۔ بے عیب اور سراپا کشش تو صرف ذاتِ حق کو ہے۔ اللہ بس باقی ہوس ــــ کمزوریوں کے ساتھ کچھ خوبیوں کا ہونا، اس امر کے لیے کافی ہے کہ اس کو نظر انداز نہ کیا جائے:۔ اس کے یہ معنے نہیں کہ:۔ ان کی کمزوریوں کی اصلاح ہی نہ کی جائے۔ مقصد ہے کہ آتنی سی بات پر گھریلو فضا کو مکدر نہ کیا جائے، اور یہ بدمزگی سارے گھر کو دوزخ کا نمونہ نہ بنا دے۔

ح ۲۲:۔ خَيْرُ النِّسَاءِ الَّتِي تَسُرُّ زَوْجَهَا إِذَا نَظَرَ وَتُطِيعُهُ إِذَا أَمَرَ وَلَا تُخَالِفُهُ فِي نَفْسِهَا وَلَا مَالِهَا بِمَا يَكْرَهُ (شعرانی) رواہ النسائی والبیہقی فی شعب الایمان عن ابی ھریرۃ ۔ زبیدی

"عورتوں میں وہ عورت اچھی ہے جو خوش کرتی ہے خاوند کو جب وہ نظر آتا ہے اور مان لیتی ہے جب حکم کرتا ہے اور اپنی ذات اور اس کے مال میں اس کی مرضی کے خلاف (خیانت) نہیں کرتی۔"

مقصد یہ ہے کہ:۔ عائلی زندگی میں شوہر کی حیثیت قوّام، راعی، نگران اور محتسب کی بھی ہے، اس لیے عورت سے مذکورہ امور کو ملحوظ رکھنے کی اپیل، اس کی تحقیر کی بنا پر نہیں کی گئی ہے بلکہ عائلی نظم کی ایک جائز ضرورت سے عہدہ برآ ہونے کے لیے کی گئی ہے۔

اس لیے فرمایا۔ کہ ایسی خاتون! بہترین عورت ہے، جس طرح کہ ایک پُرامن شہری کے متعلق کہا جاتا ہے وہ وفادار شہری ہے، کیونکہ اس نے ملکی مفاد اور مملکت کے آئینی تقاضوں کا حق ادا کیا۔ ظاہر ہے کہ کسی شہری سے ان امور کو ملحوظ رکھنے کی اپیل اس کی تحقیر کی بنا پر نہیں کی جاتی بلکہ ملکی مفاد اور آئین کے احترام کی بنیاد پر کی جاتی ہے۔ اگر ایک خاتون گھر میں اپنے سرپرست کے جائز احکام کی تعمیل کو اپنا شعار بنا لیتی ہے تو ظاہر ہے کہ اسے "مورد مایہ" نہیں تصور کیا جائے گا بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد کے مطابق ایسی خاتون اونچے کیرکٹر کی خاتون اور ایک شریف شہری تصور کی جائے گی ــــ جو ایسا نہیں کر سکتی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ:۔ وہ اللہ کی نگاہ میں قابل التفات نہیں ہے (نسائی عن ابن عمر)

ح ۲۳:۔ أَيُّمَا امْرَأَةٍ مَاتَتْ وَزَوْجُهَا عَنْهَا رَاضٍ دَخَلَتِ الْجَنَّةَ (ابن ماجہ والترمذی وحسنہ والحاکم وقال صحیح الاسناد۔ (زبیدی)

جو عورت مر گئی اور شوہر اس سے راضی تھا وہ بہشت میں داخل ہو گئی۔"

جس نے دنیا میں شوہر کے گھر کو بہشت کا نمونہ بنائے رکھا خدا اس سے وہ جنت نہیں چھینے گا الا یہ کہ کچھ دوسرے حقوق اللہ یا حقوق العباد اس کے ذمے نکلیں ـــــ بہرحال گھریلو سلسلے کے حساب کتاب کی جہاں تک بات ہے، اس کے بارے میں خدا کے ہاں اس کی دلشکنی نہیں ہوگی ـــــ انشاء اللہ۔

ح ۳۵: ۔ اَيُّمَا امْرَأَةٍ غَضِبَ زَوْجُهَا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ (دیلمی)

"جو عورت اپنے شوہر کو ناراض کرتی ہے اس پر خدا کی لعنت۔

یہ سب مشکلیں وہی ہیں جو ایک ریاست اور اس کے امیر ریاست کی ہوتی ہیں، اور اس کے سلسلے میں جو جو امور احادیث میں بیان کئے گئے ہیں بعینہ وہی باتیں عائلی ریاست کے سربراہ کے سلسلے میں بیان کی گئی ہیں، اس سے معلوم ہوا کہ:۔ عورت کے سلسلے میں جن جن پابندیوں اور وفاداریوں کی نشاندہی کی گئی ہے ان کا تعلق گھریلو نظم و ضبط اور تطہیر سے ہے عورت کی محکومیت والی بات سے نہیں ہے۔ اگر کسی دوست کو یہ حقیقت سمجھ میں آگئی تو عورت کے سلسلے کی جس مظلومیت اور محکومیت کا بداندیش لوگ ڈھنڈورا پیٹ رہے ہیں۔ اس کی قلعی کھل جائے گی اور وہ مرعوبیت بھی کافور ہو جائے گی جو اسلام دشمن شاعروں کی پیدا کردہ ہے۔

ح ۳۶: ۔ لَكَ فِي جِمَاعِ زَوْجَتِكَ أَجْرٌ (ابن حبان)

"اے مرد! تیرے لیے اپنی بیوی کی قربت میں اجر و ثواب ہے۔"

ایک موقع پر صحابہ نے استعجاباً کہا۔ کیا اس میں بھی اجر ہے؟ فرمایا:۔ اگر بے محل یہ ضرورت پوری کرو تو گناہ ہوگا یا نہیں ہوگا۔ صحابہؓ نے جواب دیا۔ اصلی بات یہ ہے کہ اسلام نے اس ذہنیت کا قلع قمع کیا ہے کہ، بیوی کرنا اور دنیاداری رکھنا، تقدس اور بزرگی کے خلاف ہے۔ اسلام میں ہے کہ، ان کا تعلق ضروریاتِ زندگی سے ہے، جو بزرگی کے منافی نہیں ہے، اس کے بغیر توالد و تناسل کا سلسلہ بھی قائم نہیں رہ سکتا۔ انبیاء نے خود شادیاں کر کے رہبانیت کے اس نکردہ طلسم کو توڑا ـــــ یہ فطری ضرورت، فطری دائرہ میں پوری کرنا کارِ ثواب ہے۔ مسرفانہ اور عیاشانہ انداز میں اس کو ہوس بنا دینا، معصیت ہے۔ بس اتنا سا فرق سامنے رہے تو اجنبیت والی بات نہیں رہے گی۔

ح ۳۷: ۔ "اُنْظُرِيْ اَيْنَ اَنْتِ مِنْهُ فَاِنَّمَا هُوَ جَنَّتُكِ وَنَارُكِ (وهي سلام و رواه احمد والنسائي

باسنادین جیدین والحاکم وقال صحیح الاسناد۔ وفیہ۔ فانہ جنتک ونارک۔ زبدی

"اے عورت! نظر کر! وہ تیرے لیے بہشت بھی ہے اور دوزخ بھی"

اس سارے سلسلۂ کلام کا پس منظر وہی ہے جو ہم بیان کر چکے ہیں۔ یہ اس شوہر کی بات ہے جو خود حامل جنت ہے۔ اور راہ صواب پر گامزن ہے، ظاہر ہے، ایسے شوہر کے دم قدم کو غنیمت جاننا اور جائز معاملات میں ان سے تعاون کرنا، کار ثواب ہی تو ہے،

اس کے برعکس اس نے اگر معروف میں اس کی نافرمانی کی یا اپنے دام فریب اور تزویر محبت میں لاکر اسے غلط راہ پر ڈالا تو پھر تو دوزخ کچھ زیادہ دور نہیں رہے گی۔ العیاذ باللہ۔

ح ۳۸: ۔ اِنَّ الْمَرْأَۃَ اِذَا اسْتَعْطَرَتْ فَمَرَّتْ بِالْمَجْلِسِ فَھِیَ کَذَا وَکَذَا یعنی زَانِیَۃٌ (ترمذی) قال المنذری۔ رواہ ابوداؤد، والترمذی وقال حدیث حسن صحیح و رواہ النسائی وابن خزیمۃ فی صحیحھا ولفظھم: قال النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایما امرأۃ استعطرت فمرت علی قوم لیجد وا ریحھا فھی زانیۃ وکل عین زانیۃ و رواہ الحاکم ایضا وقال صحیح الاسناد۔" (زبیدی)

جب کوئی عورت عطر لگا کر (مردوں کے پاس سے) چلتی ہے تو وہ ایسی ویسی ہے یعنی بدکار ہے۔"

عورت بذات خود فتنہ ہے، جب وہ چہک مہک نکلے گی تو اس کی فتنہ سامانی کا جو عالم ہو سکتا ہے اس کا اندازہ کرنا کچھ زیادہ مشکل نہیں ہے۔ عطر "دعوت نظارہ" ہے، حالانکہ یہ چراغ خانہ ہے شمع محفل نہیں ہے۔ عطر بیزی، بری نہیں، مہک کر نکلنا برا ہے —— گویا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم یہ بتانا چاہتے ہیں کہ: ۔ شریف خاتون گھر میں جو چاہے کر سکتی ہے مگر گھر سے باہر اس انداز سے مہک چہک کر نکلنا، صرف بازاری عورتوں کا شیوہ ہوتا ہے۔

ح ۳۹: ۔ اَلْمُؤْمِنُ یُؤْجَرُ فِیْ کُلِّ اَمْرِہٖ حَتّٰی فِی اللُّقْمَۃِ یَرْفَعُھَا اِلٰی فِیْ امْرَأَتِہٖ (ابوسعید) وجاء فی روایۃ: ۔ اذا انفق المسلم نفقۃ علی اھلہ وھو یحتسبھا کانت لہ صدقۃ (بخاری و مسلم عن ابی مسعود) وفی روایۃ: ۔ اعظمھا اجرا الذی انفقۃ علی اھلک ۔ (مسلم عن ابی ھریرۃ) وفی روایۃ: ۔ افضل دینار ینفقہ الرجل دینار ینفقہ علی عیالہ (عن ثوبان ۔ مسلم)

ایمان والا اپنے ہر کام میں ثواب پاتا ہے، یہاں تک وہ لقمہ جو اپنی بیوی کے منہ کی طرف اٹھاتا ہے"

ہم فرما ہم ثواب اسے کہتے ہیں، ویسے تو یہ ایک قانونی اور اخلاقی فریضہ بھی ہے۔ لیکن جب وہ خدا کی رضا کو اسے ملحوظ رکھ لیتا ہے تو وہی شئے اب اس کے لیے عبادت بن جاتی ہے۔ اللہ کی نیا فی

اور کرمنوازی کا اندازہ کر لیجیے! کہ جو چیز تمہارے اپنے دل کی خواہش کا نتیجہ ہے۔ اگر اسے اللہ تعالیٰ کی مرضی کے مطابق نباہ دے تو وہی نسخہ اس کے لیے عبادت اور اجر و ثواب کا موجب بن جاتی ہے۔ افسوس! اس کے باوجود دنیا ابھی اسلام کو "عورت کشی" کہتی ہے۔ اس پر اس کے سوا ہم اور کیا کہہ سکتے ہیں؟ ع

شرم تم کو مگر نہیں آتی

ح ۱۴۰: - لَا یَمُوتُ لِاِحْدَاکُنَّ ثَلٰثَۃٌ مِنَ الْوَلَدِ فَتَحْتَسِبُہٗ اِلَّا دَخَلَتِ الْجَنَّۃَ (انس)

جس عورت کے تین (نابالغ) بچے مر جائیں اور وہ ثواب کی نیت سے صبر کرے تو وہ جنت میں داخل ہوگی۔"

محض خدا کی رضا کے لیے عزیز بچوں کی وفات پر صبر سے کام لینا، ماں کی ممتا کے لیے انتہائی صبر آزما بات ہے مگر جو خاتون اس مقامِ عزیمت پر فائز ہو جاتی ہے اور اللہ کے اس فیصلے کو صبر و حوصلہ کے ساتھ قبول کر لیتی ہے اس کے جنتی ہیں کیا شک رہ جاتا ہے۔ اس کے یہ معنی نہیں کہ دوسرے طور وامر اور نواہی کی پرواہ کرے یا نہ کرے، اسے جنت ضرور مل جائے گی، مطلب یہ ہے کہ یہ عمل بھی دخولِ جنت کا موجب بن جاتا ہے۔

ح ۱۴۱: - مَثَلُ الرَّافِلَۃِ فِی الزِّیْنَۃِ فِیْ غَیْرِ اَہْلِہَا کَمَثَلِ ظُلْمَۃِ یَوْمِ الْقِیَامَۃِ لَا نُوْرَ لَہَا - (میمونہ)

"اپنے گھر سے باہر بن ٹھن کر نکلنے والی عورت کی مثال، قیامت کے اس اندھیرے کی مانند ہے جس میں نور نہیں ہے۔"

بات وہی ہے کہ: - ہار سنگار کا تعلق اپنی ذات سے بھی ہے اور ذوقِ جمال سے بھی ہے اور شوہر کے لیے سامانِ کشش کا ایک سامان بھی۔ لیکن اگر گھر سے باہر اس کا کوئی عورت اہتمام کرتی ہے تو پھر یہی کہا جا سکتا ہے کہ: - اسے اب کوئی گاہک مطلوب ہے۔ فاکم بدہن۔

ح ۱۴۲: - مَنْ عَزّٰی ثُکْلٰی کُسِیَ بُرْدًا فِی الْجَنَّۃِ - (ابوہریرۃ)

"جس شخص نے اس کو صبر دلایا جس کا بچہ مر جائے (تو) جنت میں اسے جنتی لباس دیا جائے گا۔"

مصیبت کے بارے اس شخص کو حوصلہ اور صبر کی راہ پر ڈالنا جس کا بچہ مر گیا، بڑے ثواب کی بات ہے، قیامت میں اللہ تعالیٰ اسے "انعام" دے گا یعنی جنت کا ایک جوڑا ــــ قیامت میں خدائے غفور کی طرف سے یہ انعام و اکرام کی بات عظیم بات ہے۔

ح ۴۳: ۔ عَلَيْكُنَّ بِالتَّسْبِيحِ وَالتَّهْلِيلِ وَالتَّقْدِيسِ وَاعْقِدْنَ بِالْاَنَامِلِ فَإِنَّهُنَّ مَسْئُولَاتٌ مُسْتَنْطِقَاتٌ وَلَا تَغْفُلْنَ فَتَنْسَيْنَ الرَّحْمَةَ (يسيرة) رواه الترمذی وابوداؤد واحمد والنسائی والحاکم وحسنہ شارح الجامع الصغیر وصحح السیوطی اسنادہ (تنقیح الرواۃ) نمایدی

اے عورتو! سُبْحَانَ اللهِ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ اور سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوسِ ۔ (کے ورد کو) لازم پکڑو، اور انگلیوں پر گنتی کیا کرو، یقین کیجئے! وہ انگلیاں پوچھی جائیں گی، بلوائی جائیں گی، غافل نہ ہونا کہ رحمت سے محروم رہ جاؤ گی۔"

گلہ، غیبت، انگلیوں کے ساتھ اشارے کر کر کے لوگوں کی بدخوئی کرنا عورتوں کی عادت ہے، ان کو درس دیا کہ :۔ زبان کی درانتی چلانے کے بجائے ان تسبیحوں کا ورد جاری رکھو، انگلیوں کو استعمال کرنا ہی ہے تو تسبیح و تہلیل کی گنتی کیا کرو، کیونکہ کل یہ بھی بولیں گی، اور ان کا حساب کتاب ہوگا۔ یونہی اٹاپ شٹاپ غفلت میں گذار دی تو ماری جاؤ گی ——— ابھی سے اس کی فکر کر لو۔

سبحان اللہ، لا الٰہ الا اللہ، سبحان الملک القدوس

والسلام خیر الختام

صنعتکار اور تاجر حضرات

سے گذارش ہے۔ کہ وہ ماہنامہ ترجمان الحدیث میں اشتہار دے کر اپنے کاروباری فائدہ کے ساتھ ساتھ اپنے مذہب اسلام کی نشر و اشاعت میں اعانت کا فریضہ بھی انجام دیں۔

(مینجر ادارہ)